PRICE Rs. 2/-
POSTED AT NDPSO ON 03-04 April 2010
R.N.I No. 2186/57
POSTAL REGN. NO. DL (C) -01/1195/09-11,
Licensed to Post Without Prepayment U (C) 160/2009-11

HAMARI ZABAN (WEEKLY)
ہفت روزہ

# ہماری زبان

انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی

۸ تا ۱۴ر اپریل ۲۰۱۰ء (08 - 14 April 2010)
شمارہ نمبر: 14 جلد نمبر: 69

# جھارکھنڈ میں اردو کے حقوق کی بحالی کا مسئلہ

پہلی قسط

**پروفیسر ابوذر عثمانی**
صدر انجمن ترقی اردو جھارکھنڈ
ستار کالونی، لین نمبر ۱، بریاتو، رانچی-۸۳۴۰۰۹

بہار تنظیم نو ایکٹ ۲۰۰۰ء کے تحت ریاست جھارکھنڈ کا قیام آج سے نو سال قبل ۱۵ر نومبر ۲۰۰۰ء کو عمل میں آیا۔ اس ایکٹ کی رو سے وہ تمام قوانین، قواعد و ضوابط اور سرکاری احکام جو غیر منقسم ریاست میں مذکورہ تاریخ تک رائج تھے ان کا جھارکھنڈ پر بھی بجنسہٖ اطلاق ہوتا ہے اور اسی بنا پر اس کی دفعات ۸۴ اور ۸۵ کے مطابق بہار سرکاری زبان ترمیمی ایکٹ ۱۹۸۰ء کے حوالے سے ۱۲ر اکتوبر ۲۰۰۷ء کو گورنر کی ہدایت پر جاری شدہ سرکاری حکم نامے کے ذریعے جس کا نوٹیفکیشن جھارکھنڈ گزٹ مجریہ ۱۵ر نومبر ۲۰۰۷ء میں شائع کر دیا گیا ہے، ریاست میں اردو کی دوسری سرکاری زبان کی حیثیت بحال کی گئی اور اس کے وجود میں آنے کی تاریخ ۱۵ر نومبر ۲۰۰۰ء سے نافذ شدہ قرار دیا گیا۔ مذکورہ ایکٹ کی متعلقہ دفعات میں واضح کر دیا گیا ہے کہ نئی ریاست پر غیر منقسم ریاست میں چلے آرہے جن قوانین کا اطلاق ہوتا ہے ان کے ابتدائی دو سال تک اصل اور ترمیم شدہ حالت میں برقرار رہنے پر انھیں بعد میں قانوناً منسوخ نہیں کیا جاسکتا اور ان میں ایسی کوئی ترمیم اور تنسیخ درست نہیں ہوسکتی۔ اس لحاظ سے اردو آبادی کو جو حقوق غیر منقسم ریاست میں حاصل تھے ان سے اسے نئی ریاست میں از روئے قانون محروم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ امر افسوس ناک ہے کہ ریاست کے قیام کے ایک طویل عرصہ گزر جانے کے بعد یہ حقوق سابقہ این ڈی اے اور یو پی اے حکومتوں کی بے توجہی کی وجہ سے بحال نہ کیے جاسکے اور ریاستی حکومت پر انجمن ترقی اردو کے مسلسل دباؤ کے باوجود اس سمت میں بحالی کوئی مثبت قدم نہیں اٹھایا گیا ہے۔ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اردو ریاست میں صریحاً حکومت کے ناموافق رویے اور امتیازی سلوک کا شکار رہی ہے اور اس کے فروغ سے نہ صرف یہ کہ عملاً کوئی دل چسپی نہیں لی گئی بلکہ اس کی منظم انداز میں بیخ کنی کی جاتی رہی اور صورت حال یہ ہے کہ اردو تعلیم و تدریس کا نظام تقریباً درہم برہم ہو چکا ہے اور اردو تعلیم کے راستے میں دانستہ رکاوٹیں کھڑی کی جارہی ہیں اور اس کے وسیلے سے اردو آبادی پر حصول معاش کے دروازے بند کیے جارہے ہیں۔

راقم الحروف نے اس پس منظر میں پچھلے دنوں وزیر اعلا شیبو سورین کو نئی حکومت کی تشکیل پر تہنیت نامہ پیش کرتے ہوئے انھیں ریاست میں اردو آبادی کی تعلیم اور روزگار کے مسائل کی طرف متوجہ کیا اور ان سے عرض کیا کہ وہ انجمن ترقی اردو کے ذمہ داروں کو بلا کر اور ان سے تبادلۂ خیال کر کے ان مسائل کے حل کے لیے فی الفور موثر اور نتیجہ خیز اقدامات کریں۔ وزیر اعلا کو مزید مطلع کیا گیا کہ جھارکھنڈ میں اردو کے مسائل کو ریاست کی کثیر لسانی حیثیت اور اس سے پیدا ہونے والی پیچیدگیوں سے الگ کر کے نہیں دیکھا جاسکتا اور یہ اشد ضروری ہے کہ ریاست کے لسانی کشمکش کے ماحول میں واضح لسانی پالیسی کی بنیاد پر آدی باسی اور غیر آدی باسی لسانی طبقوں کے درمیان قربت اور مفاہمت پیدا کرنے پر خصوصی توجہ کی جائے۔ اردو اور آدی باسی زبانیں بولنے والے جو اس خطے کے دو بڑے اور غالب لسانی طبقے ہیں اور ریاست کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں، ان کے درمیان اتحاد و یگانگت کے رشتے کو مضبوط بنا کر لسانی یکجہتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کا نسبتاً بہتر ماحول پیدا کیا جاسکتا ہے۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ اردو کے بارے میں حکومت کا رویہ واضح اور درست نہیں ہے اور عصبیت اور امتیاز پر مبنی ہونے کی وجہ سے لسانی ہم آہنگی کے فروغ کی راہ میں بیّن طور پر مخل ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک اردو کے تئیں حکومت کے رویے میں مثبت تبدیلی نہیں آتی اور اس کے ریاست کے ایک غالب طبقے کی زبان کی حیثیت سے جسے دوسری سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے، امتیاز اور تفوق کی بنا پر اس کے مطلوبہ حقوق بحال نہیں کیے جاتے، ریاست میں لسانی اتحاد و یکجہتی کی حقیقی فضا پیدا نہیں ہوسکتی اور اس کے مفادات کی قرار واقعی تکمیل نہیں کی جاسکتی۔

ریاست کی اردو آبادی کے سامنے فی الوقت کئی بے حد اہم مسائل ہیں جو بنیادی نوعیت کے ہیں اور اس لحاظ سے خصوصیت کے ساتھ توجہ طلب اور فوری حل کے متقاضی ہیں۔ ان میں سب سے مقدم اردو کو مادری زبان کی حیثیت سے درسیات کا لازمی جز بنانا اور اس کے تعلیمی و تدریسی نظام کو منضبط اور مستحکم کرنا ہے۔ یہ امر تشویش کا باعث ہے کہ اسکول کے رائج نصاب میں ہندی اور انگریزی کے برعکس اردو کو اضافی مضمون کے زمرے میں رکھ کر اردو تعلیم و تدریس کی تخریب کی جارہی ہے اور اب جھارکھنڈ اکاڈمک کونسل کے ذریعے غیر لسانی پرچوں کے امتحان میں اردو کے استعمال پر پابندی لگا کر اس کی بنیاد ہی منہدم کی جارہی ہے۔ کونسل کے نویں درجے سے +2 تک کے امتحانات میں اب سے کچھ عرصہ پہلے تک کسی مخصوص زبان کے استعمال کی قید نہیں تھی اور بغیر کسی تخصیص و تحدید کے ہندی اور انگریزی کے ساتھ اردو اور دوسری سب ہی زبانوں میں لسانی مضامین کے ساتھ غیر لسانی مضامین کے امتحانات میں بھی سوالات کے جوابات لکھنے کی اجازت اور سہولت حاصل تھی مگر اب کونسل کے ایک حالیہ فیصلے کی رو سے انٹرمیڈیٹ کی سطح پر غیر لسانی پرچوں میں صرف ہندی بہ شمول انگریزی ذریعۂ امتحان ہوگی۔ ظاہر ہے کونسل کا یہ فیصلہ قطعی غیر آئینی ہے اور ایک طرح سے اردو تعلیم و تدریس پر بالواسطہ قدغن لگانے کے مترادف جس کے سنگین نتائج سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی اور اگر حالت یہی رہی اور اس کا تدارک نہیں کیا جاسکا تو اندیشہ ہے کہ اردو طلبہ امتحان کے تقاضوں کے تحت اردو کی جگہ ہندی میں بہ آسانی دستیاب ہونے والی درسی کتابوں کے مطالعے کو ترجیح دینے پر مجبور ہوں گے اور اردو کی درسی کتابوں کا لسانی مضمون کو مستثنیٰ کر کے کوئی مصرف نہیں رہ جائے گا اور ان کی اشاعت معدوم ہو جائے گی۔ محکمۂ تعلیم کی اردو کی درسی کتابوں کی اشاعت کے معاملے میں بے رخی پہلے ہی سے عیاں ہے اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ این سی ای آر ٹی سے مطلوبہ کاپی رائٹ انجمن ترقی اردو کے اس جانب متوجہ کرنے کے باوجود ابھی تک حاصل نہیں کیا گیا ہے جو اس ادارے کی سی بی ایس ای کورس میں شامل کتب کی اشاعت کے لیے لازمی

ہے۔ اردو کی درسی کتب کی اشاعت اسی سبب سے بند ہے اور یہ کتابیں بازار سے غائب ہو چکی ہیں اور اب جب کہ ہندی کو ذریعہ امتحان کی حیثیت سے نافذ کیا جا چکا ہے، محکمۂ تعلیم ان کتابوں کی اشاعت اور فراہمی چنداں ضروری نہیں سمجھتا اور ان کی جگہ ہندی کی درسی کتابیں پوری طرح مسلط کی جا چکی ہیں اور اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ریاست کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے اردو اسکول جن کا ذریعہ تعلیم اب تک تمام تر اردو تھا، وہاں بھی اردو کی جگہ ہندی ہی میں درسی کتابیں پڑھائی جا رہی ہیں اور ان اسکولوں کی اردو اسکول کی حیثیت سے شناخت مٹتی جا رہی ہے اور ان کے وجود پر حقیقتاً ایک سوالیہ نشان سا لگ گیا ہے۔

اردو تعلیم و تدریس سے جڑا ہوا ایک دوسرا مسئلہ جو بے حد پیچیدہ شکل اختیار کر چکا ہے، پرائمری اردو ٹیچرس کے کوئی ساڑھے چار ہزار کے قریب عہدوں کو جو برسہا برس سے خالی چلے آ رہے ہیں، پر کرنے کا ہے جسے محکمۂ تعلیم اور جھارکھنڈ پبلک سروس کمیشن کی طرف سے مسلسل ٹالا جا رہا ہے اور یہ بجا طور پر ریاست کی اردو آبادی کے لیے تشویش اور اضطراب کا باعث ہے۔ محکمۂ تعلیم کی جانب سے حال کے دنوں میں کئی بار اہلیتی امتحان کو ناروا انداز میں ملتوی کیا گیا ہے اور نئی شرائط اور بندشیں لگا کر تقرری کے عمل میں رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ادھر پھر جو اس بابت ایک نیا نوٹیفکیشن جاری ہوا ہے اس نے تقرری کے امکان کو لگ بھگ معدوم کر دیا ہے۔ یہ واضح رہے کہ پرائمری اردو ٹیچرس کے اتنی بڑی تعداد میں عہدے حکومت جھارکھنڈ کی دین نہیں ہیں بلکہ غیر منقسم ریاست میں کافی عرصہ قبل منظور کیے گئے تھے جنھیں نئی ریاست

(بقیہ صفحہ ۷ پر)

# پروف ریڈنگ: اصول اور طریقۂ کار

ڈاکٹر عابد حیدری (صدر شعبۂ اردو، ایم. جی. ایم. پی. جی. کالج، سنبھل، مرادآباد، یو. پی)

صحافت ایک بہت ہی اہم اور ذمہ داری کا کام ہے۔ صحافی کالم لکھتے وقت یا رپورٹنگ کرتے وقت اپنے کالم یا تحریر کی گہرائیوں میں اتنا کھو جاتا ہے کہ اسے اپنی تحریر کی چھوٹی موٹی غلطیوں کا احساس نہیں ہوتا۔ غلطیوں کے در آنے سے اس کے کالم یا رپورٹنگ کا قاری کے ذہن پر اچھا تاثر نہیں رہتا۔ چوں کہ اخبارات کا موضوع لامحدود ہوتا ہے اور اس کے قارئین میں اہل علم سے لے کر متوسط اور کم پڑھے لکھے بھی طبقے کے لوگ ہوتے ہیں۔ بہت سے ایسے لوگ بھی اخبارات کے قارئین میں شامل ہوتے ہیں جو اس کے ذریعے زبان بھی سیکھتے ہیں اور اس کے ذریعے املا کی درستگی کے ساتھ ساتھ روانی بھی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ کسی بھی اخبار میں شائع شدہ مواد درست ہو۔ جو خبریں اڈیٹوریل ڈیسک کے پاس پہنچتی ہیں وہ کمپوز ہونے کے بعد پروف کے لیے پروف ریڈنگ شعبے میں آتی ہیں۔ اس صورت حال میں یہ ضروری ہے کہ پریس میں جانے والا مواد املا اور قواعد کے لحاظ سے بالکل درست ہو، ان کے جملوں کی ساخت، املا (Spelling)، محاورے، تذکیر و تانیث اور صفت و موصوف کا برمحل اور صحیح استعمال ہے یا نہیں، یہ دیکھنا ضروری ہے۔ اس کے لیے ہر اخبار یا میگزین میں ایک پروف ریڈنگ شعبہ (Proof Reading Dept.) قائم کیا جاتا ہے اور ہر طرح کی پروف ریڈنگ اسی شعبے کو سونپی جاتی ہے۔ زیادہ تر روزنامے یا اخبارات قارئین کے ذریعے صرف اس لیے پڑھے جاتے ہیں کہ ان میں شائع شدہ مواد کی زبان صاف ستھری اور آسان ہوتی ہے۔

اخبارات کی صحیح طباعت کے لیے کمپوز کیے گئے مواد کا پروف پڑھنا یا اس میں ترمیم و اضافہ کرنا بہت ہی اہم کام ہے۔ اس لیے اخبارات کی صحیح طباعت کے لیے اخبار کے دفتر میں پروف ریڈر کا ہونا بہت ضروری ہے۔ پروف ریڈر کے نہ ہونے کی صورت میں طباعت کا کام صحیح طریقے سے انجام نہیں دیا جا سکتا۔ اس کام کے لیے اخبارات یا میگزین کے دفاتر میں آزاد پروف ریڈر کی خدمات بھی لی جا سکتی ہیں۔

اخبارات، میگزین، مضامین یا مختلف قسم کے کالموں کو پڑھتے وقت قاری زبان و بیان اور املا کی مختلف غلطیوں کو دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہے۔ وہ ان غلطیوں کو دیکھ کر کبھی کبھی اخبارات کے پبلشر، اڈیٹر یا اڈیٹوریل بورڈ کو شکایتی خط بھی لکھ دیتا ہے۔ اگر خط نہ بھی لکھے تو اپنے ساتھیوں سے اس کا ذکر ضرور کرتا ہے۔ اخبارات میں ہونے والی غلطیاں قاری کے لیے تکلیف کا باعث ہوتی ہیں۔ ذیل میں ایڈیٹنگ اور کمپوزنگ کے بعد بھی اخبارات میں جو غلطیاں رہ جاتی ہیں جسے پروف ریڈنگ کے ذریعے درست کیا جاتا ہے یعنی پروف ریڈنگ کے رول اور اس کے طریقۂ کار پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

### پروف ریڈر کا رول

یہاں یہ بتانا ضروری نہیں کہ اخبارات کی فائنل کاپی کس طرح تیار کی جاتی ہے اور غلطیوں کے رہ جانے کے کہاں کہاں امکانات رہتے ہیں۔ اڈیٹر، نیوز اڈیٹر یا سب اڈیٹرس کے ذریعے خبر، مضمون، فیچر یا کالم لکھ کر اور ٹائپ کروا کر کمپوز ہونے چلی جاتی ہے۔ کمپوز ہونے کے بعد اس کا پروف، پروف ریڈر کے پاس ریڈنگ کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ پروف ریڈر اس کو پڑھ کر (اصل کے مطابق) غلطیوں کو ٹھیک کر کے واپس کمپوزنگ شعبے میں غلطیوں کی اصلاح کے لیے بھیج دیتا ہے۔ کمپوزیٹر کے ذریعے پروف کی غلطیوں کی تصحیح کے لیے کمپوز کیا گیا مواد میک اپ مین کو بھیجا جاتا ہے جو اُسے ٹھیک کرتا ہے۔ ان سارے کاموں میں پروف ریڈر کا رول بہت ہی اہم ہوتا ہے۔

اڈیٹوریل بورڈ یا مضمون نگار کے ذریعے زیادہ تر مضامین، فیچر یا خبریں ہاتھ سے لکھی جاتی ہیں۔ زیادہ تر مضمون نگار یا اخبار نویس کی تحریر خراب ہوتی ہے یا بہت زیادہ لکھنے کے سبب بدخط ہو جاتے ہیں۔ جلدی جلدی لکھنے کے سبب بھی تحریر کی صورت بگڑ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر وجوہات سے بھی زبان و قواعد کی غلطیاں در آتی ہیں۔ کبھی کبھی تو خبروں یا کالم کے نظریات اور حقیقت میں تال میل ہی نہیں ہوتا۔ گندی لکھاوٹ، بے ربط تحریر یا غلط ٹائپنگ کی وجہ سے کمپوزیٹر الٹا سیدھا مواد کمپوز کر ڈالتا ہے۔ اس کے لیے بدخط اڈیٹر یا مصنف پروف ریڈر کو ذمہ دار ٹھہراتا ہے جو بالکل غیر مناسب ہے۔ پروف ریڈنگ کے بعد بھی غلطیاں رہ جانے سے بہت سے جملے غیر مناسب، مضحکہ خیز اور اخبارات کی ساکھ پر بٹہ لگانے والے ہو جاتے ہیں۔ کبھی کبھی چھوٹی موٹی غلطیوں کی وجہ سے نفس مضمون کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے جس کا خمیازہ اخبارات کے مالکان کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اخبارات میں ان غلطیوں کو دیکھ کر قاری دل برداشتہ ہو جاتا ہے۔

پروف ریڈر کچھ غلطیوں کو تو ٹھیک کر سکتا ہے لیکن بہت سی ایسی غلطیاں ہوتی ہیں جنھیں وہ درست نہیں کر سکتا۔ ایسی صورت میں پروف ریڈر کو اس تحریر کو فوراً ایڈیٹوریل بورڈ کو سوالیہ نشان لگا کر بھیج دینا چاہیے، جس کو درست کرنے کی ذمہ داری اڈیٹر یا خود اڈیٹر کی ہو جاتی ہے۔ پروف ریڈر اگر سمجھدار، چوکنا، دور اندیش اور خبروں کے تئیں بیدار ہو تو بڑی بڑی اور بھیانک غلطیاں شائع کرا کر طباعت کے فن کی جگ ہنسائی نہیں کرائے گا۔

اخبارات یا میگزین میں غلطیوں کے لیے جہاں اڈیٹوریل بورڈ جواب دہ ہے وہیں اتنی ہی ذمہ داری پروف ریڈنگ شعبے کی بھی ہے۔ اسی اہم ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے پریس آیوگ (Press Commition) نے اپنی رپورٹ میں اخبارات کے پروف ریڈروں کو صحافیوں کے خانے میں رکھنے کی سفارش کی لیکن پریس کے مالکوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ اکھل بھارتیہ شرجیوی پترکار سنگھ اور اس کی ذیلی شاخوں نے سپریم کورٹ میں معاملہ پیش کر کے یہ فیصلہ حاصل کر لیا کہ اخبارات کے پروف ریڈر بھی صحافی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ذمہ داری کے اعتبار سے پروف ریڈر کا کام بہت ہی اہم ہے۔ پروف ریڈر ایک طرف خیالات، حقائق اور زبان و بیان کے معاملے میں اڈیٹوریل بورڈ کے کام پر کڑی نظر رکھنے والا ہوتا ہے تو دوسری طرف خراب تحریر یا غلط ٹائپ شدہ مواد کی اصلاح کرنے والا۔ اس میں پہلا فن کی باریکی کا کام ہے تو دوسرا بھاری بھرکم ذمہ داری والا۔ اسی لیے پروف ریڈنگ کرتے وقت ذہن کی یکسوئی اور پُرسکون ماحول کا ہونا ضروری ہے۔ ذہن اور دماغ کے پُرسکون ہونے پر زبان، حقائق اور ٹائپ رائٹر کی غلطیاں خود بخود ذہن یا آنکھ کو کھٹک جاتی ہیں۔

پروف ریڈنگ کرتے وقت پروف کو خود بخود پڑھ جانا صحیح نہیں ہے۔ ایسا کرنے سے بڑی بڑی غلطیوں کے در آنے کے امکانات رہ جاتے ہیں اور

اصل کاپی کے مطابق مواد کے غائب ہونے کے امکانات بھی رہتے ہیں جو پروف ریڈنگ کی بڑی بھول ہوتی ہے۔ پروف کو بہتر طریقے سے کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ایک ساتھی اصل کاپی کو پڑھے اور دوسرا اس کو سنتے ہوئے پروف میں تصحیح کرتا جائے۔ کاپی پڑھنے والے شخص کو کاپی ہولڈر اور تصحیح کرنے والے کو پروف ریڈر کہا جاتا ہے۔

میگزین یا ہفت وار اخبارات میں پروف ریڈر کمپوزنگ شعبے میں ہی ہوتا ہے لیکن بڑے بڑے روزناموں میں پروف ریڈنگ شعبہ الگ سے ہوتا ہے جس میں متعدد پروف ریڈر تعینات کیے جاتے ہیں۔ اس شعبے میں اڈیٹوریل بورڈ کے علاوہ درج ذیل تعیناتی کی جاتی ہے:

(۱) چیف پروف ریڈر
(۲) فرسٹ کلاس پروف ریڈر
(۳) سکنڈ کلاس پروف ریڈر
(۴) کاپی ہولڈر

## پروف ریڈنگ کے طریقۂ کار

پروف ریڈنگ کے درج ذیل طریقۂ کار ہیں:

(۱) خبر یا مضمون کا پروف کرتے وقت سطر کے بیچ میں لکیر مار کر تصحیح کی جانی چاہیے۔ داہنی طرف کے پروف کے نشانات داہنی طرف اور بائیں طرف کے پروف کے نشانات بائیں طرف کے حاشیے میں لگائے جائیں جس سے وہ تصحیح لکیر کے اندر ہو۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ غلطی کی جگہ حاشیے تک لکیر کھینچ لی جاتی ہے اور اس کے کنارے پر علامتی نشان کے ساتھ تصحیح شدہ لفظ لکھ دیے جائیں۔

(۲) غلطیاں بہت زیادہ ہونے پر ساتھ کی کاپی میں الگ اور صاف صاف علامتی نشان پروف ریڈر کے ذریعے کمپوزیٹر کی جانکاری کے لیے لگا دیے جائیں، جس سے کمپوزیٹر کو غلطیوں کی تصحیح کرتے وقت کسی قسم کا مغالطہ نہ ہو۔

(۳) جملے یا عبارت میں بہت زیادہ غلطیاں ہونے پر ان کے الگ الگ نشان نہ لگا کر انھیں مکمل طریقے سے دوبارہ لکھ دینا چاہیے۔

(۴) معمولی غلطیوں یا عبارت میں الفاظ کو بڑھانے کی صورت میں یہ کوشش کی جائے کہ آگے پیچھے کے کچھ غیر ضروری الفاظ اس طریقے سے کم کر دیے جائیں کہ تصحیح کرنے والے کمپوزیٹر کو کمپوز کی گئی سطر آگے چلانے یا نئی لائن بنانے میں کوئی دشواری نہ ہو۔

(۵) کسی طرح کے مغالطے یا وہم کو نہ ٹالا جائے۔ غلطی کو بذات خود صحیح کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو فوری طور پر اڈیٹوریل بورڈ سے دریافت کرنا چاہیے اور مغالطے کو دور کرنے کے لیے کاپی (اصل) کو بھی ساتھ بھیج دینا چاہیے۔

(۶) پروف ریڈنگ کرتے وقت اصل کاپی سے مطابقت بہت ضروری ہے۔

(۷) لفظوں اور جملوں کو اس طرح نہیں توڑنا چاہیے کہ ان کا حلیہ مضحکہ خیز اور بے تکا ہو جائے۔

(۸) لفظ کے املا میں ہمیشہ یکسانیت ہونی چاہیے۔

(۹) پروف کے اوپر بہت زیادہ تبدیلی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اس سے وقت کی بربادی زیادہ اور صحیح کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) اصل کاپی میں بہت زیادہ اغلاط اور الجھن ہونے کی صورت میں پروف ریڈر کو کمپوزیٹر کے پاس جا کر مواد کو ٹھیک کرانے میں مدد کرنی چاہیے۔

(۱۱) پروف ریڈر کو پروف ریڈنگ کا کام مکمل کرنے کے بعد پروف کے اوپر اپنے مختصر دستخط (Kutabiat) ضرور کرنے چاہئیں۔

## پروف ریڈر کی لیاقت

اخبارات میں پروف ریڈر کا مقام بہت اہمیت کا حامل ہے لیکن ہمارے ملک ہندوستان کی یہ بدنصیبی ہے کہ یہاں پروف ریڈر کو مناسب اجرت نہیں دی جاتی۔ صحافت میں چوں کہ اسے باعزت پیشہ نہیں سمجھا جاتا اسی لیے زیادہ تر لوگ اس کام کو بیگار کا کام بھی کہتے ہیں اس لیے کہ کسی بھی صورت میں غلطی رہ جانے پر سارا الزام پروف ریڈر کے سر منڈھ دیا جاتا ہے، چاہے وہ غلطی مصنف یا اڈیٹر ہی کی کیوں نہ ہو۔ اس طرح کی صورت حال واقع ہونے سے پروف ریڈر کا وقار مجروح ہوتا ہے جب کہ ایسا کسی اور روزگار یا صنعت میں نہیں ہے۔ ان سب باتوں سے قطع نظر اس سچائی سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پروف ریڈر ایک ایسا ذمہ دار شخص ہے جو اپنی پروف ریڈنگ کی سلیقہ مندی سے اپنے اخبار یا میگزین کے وقار میں اضافہ کرتا ہے اور چند کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھے الفاظ کو اخبار یا میگزین کا روپ دیتا ہے۔

جہاں تک پروف ریڈر کی لیاقت کا سوال ہے، چوں کہ یہ کام بہت ہی اہم اور ذمہ دارانہ ہے اس لیے اس کام کو کرنے والا ایسا شخص ہونا چاہیے جسے اس اخبار یا میگزین کی متعلقہ زبان اور اس کے قواعد کا بخوبی علم ہو۔ ساتھ ہی ساتھ اُسے پرنٹنگ مشین پر ہونے والے کام سے واقفیت بھی ضروری ہے۔ کمپیوٹر کے دور میں کمپیوٹر کی تکنیک، اس میں استعمال ہونے والے طریقۂ کار، مختلف خط جیسے نستعلیق، نوری، نسخ، کوفی وغیرہ کا علم ہونا چاہیے۔ اگر پروف ریڈر کو ان باتوں کا علم نہیں ہے تو وہ ایک کامیاب اور سلیقہ مند پروف ریڈر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے پروف ریڈر ایسا شخص ہو جو کاپی میں تصحیح کی ذمہ داری کو اچھی طرح نبھا سکتا ہو۔

پروف ریڈر کو اصل کاپی (مخطوطے) میں بذات خود کوئی تبدیلی نہیں کرنا چاہیے۔ اگر اُسے محسوس ہو کہ اصل کاپی میں کہیں کوئی غلطی ہے یا کوئی جملہ غلط ہے تو اس کے لیے اُسے اصل کاپی میں متعلقہ جگہ پر سوالیہ نشان (؟) لگا دینا چاہیے، جس سے مصنف یا اڈیٹر کا دھیان غلطی والی جگہ پر چلا جائے اور وہ اس غلطی کی تصحیح کر دے یا مناسب تبدیلی کر کے جملے کو درست کر دے۔

## پروف ریڈر کا فریضہ

(۱) پروف پڑھنے کے بعد پروف ریڈر کو پروف میں علامتی نشان لگا دینا چاہیے کہ پروف کے مطابق اصل مواد میں غلطیاں درست کرنے کے بعد آپریٹر یا کمپوزیٹر کو کیا کرنا ہے۔ اس کے لیے پروف ریڈر کو پروف کے داہنے یا بائیں کنارے پر نوٹ لکھنا چاہیے۔ اگر وہ 'تبدیلی کریں' لکھ کر اس کے نیچے اپنے مختصر دستخط کر کے واپس کر دے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ پروف میں اشارہ کی گئی غلطیوں کی تصحیح کر کے دوسرا پروف بھیجیں۔ اس کے لیے پروف ریڈر پروف پر So Agen یا 'دوبارہ دکھائیں' لفظ لکھتا ہے۔ جب پروف ریڈر اس میں 'تبدیلی یا میک اپ' (Macup) لکھے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ غلطیوں کو ٹھیک کر کے Page Proof دکھائیں اور جب وہ 'مشین پروف' لکھے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ طباعت شروع کرنے سے پہلے مشین پر نکالا گیا پہلا کاغذ پڑھوایا جائے 'صاف پروف' یا 'پھر سے پروف اٹھائیں' لکھنے کا مطلب ہے کہ پروف صاف ستھرا اور پھر سے اٹھا کر پیش کیا جائے۔ OK صحیح کر کے یا 'چھاپو' لکھنے کا مطلب ہے کہ کاپی کو مشین پر طباعت کے لیے دے دیا جائے۔ اگر پروف کے اوپر پروف ریڈر کے ذریعے 'ترمیم کر کے ملائیں اور چھاپیں' لکھا ہو تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ غلطیاں دھیان سے درست کر کے ایک بار مشین مین یا پبلشر کے ذریعے خود ملان کر کے چھاپ دیا جائے۔ پروف ریڈر ایسا اس وقت لکھتا ہے جب کہ پروف کے اوپر کچھ غلطیاں اشارتاً درج ہوتی ہیں اور ان غلطیوں کو درست کرنے کی ذمہ داری وہ مشین مین یا پبلشر کے اوپر چھوڑ دیتا ہے۔

(۲) پروف ریڈر نے کہیں پروف کے اوپر سوالیہ نشان (؟) لگا کر بھیجا ہو تو مصنف یا اڈیٹر کو چاہیے کہ وہ اُسے ضرور دیکھیں۔ اگر کہیں غلطی رہ گئی ہو یا کوئی لفظ چھوٹ گیا ہو تو اُسے ٹھیک کر دیا جائے اور اگر سب ٹھیک ہو تو سوالیہ نشان کو کاٹ دیا جائے۔

(۳) جو بھی خبر یا مضمون پروف کے لیے پروف ریڈر کے پاس آیا ہے وہ پریس ایکٹ کے مطابق ہے یا نہیں، یہ دیکھنا پروف ریڈر کے لیے بہت ضروری ہے۔

(۴) اگر کسی پروف (خبر یا مضمون) میں کسی کی ہتک عزت یا توہین کی غرض سے قانون کے مطابق کچھ قابل گرفت باتیں لکھی گئی ہوں تو ایسی حالت میں پروف میں پروف ریڈر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اخبار یا میگزین کے اڈیٹر یا مالک کو اس کی طرف خصوصی طور پر متوجہ کرے تاکہ وقت رہتے اس فاش غلطی کا ازالہ کیا جا سکے۔

(۵) اصل کاپی میں اگر کسی طرح کی کمی کا احساس ہو تو اس جگہ پر حاشیے میں سوالیہ نشان لگا کر پروف فائنل کرنے کے لیے مصنف یا اصل کاپی کے ذمہ دار یا اڈیٹر کے پاس بھیجنا بھی پروف ریڈر کی ذمہ داری ہے۔ پروف کے واپس آنے پر پروف ریڈر کو اس بات پر مطمئن ہو جانا چاہیے کہ اس کے ذریعے لگائے گئے سوالیہ نشان کا جواب مل گیا ہے اور اُسے ٹھیک کر دیا گیا ہے۔

(۶) پروف ریڈنگ کرنے میں پروف ریڈر کو اپنے آپ میں آزاد نہیں سمجھنا چاہیے۔ سبھی تبدیلی/تبدیلیاں اسے اصل کاپی کے مطابق ہی کرنی چاہیے۔

(۷) ایک لائق اور ذمہ دار پروف ریڈر کی نظر ہمیشہ کمپوز کیے گئے مواد میں در آئی خامیوں اور غلطیوں ہی پر ٹھہرتی ہے۔

(۸) پروف ریڈنگ کے لیے اصل کاپی پڑھنے میں سُرعت کے ساتھ ساتھ پروف کی غلطیوں کی اصلاح بہت احتیاط سے کرنا چاہیے۔

(۹) اگر پروف ریڈر باریک بین اور محتاط ہو تو غلطیوں کے رہ جانے کے امکانات کم ہوتے ہیں۔

(۱۰) تصاویر، اعداد و شمار اور حوالہ جات کا اندراج اصل کاپی کے مطابق ہوا ہے یا نہیں، اس کی چھان بین بھی پروف ریڈر کو ذمہ دارانہ طریقے سے کرنا چاہیے۔

(۱۱) ہر تصویر کا نمبر، دفعہ، پیرا، اندراج نمبر وغیرہ کو تسلسل اور مربوط طریقے سے دیکھنا بھی پروف ریڈر کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے اُسے شائع شدہ مواد (پچھلا) ضرور دیکھ لینا چاہیے جسے ڈمی یا فائل کاپی کہتے ہیں۔

(۱۲) پروف ریڈر کو معلومات عامہ (General Knowledge) کا بخوبی علم ہونا چاہیے تاکہ وہ پروف ریڈنگ کے ساتھ ساتھ مصنف یا اڈیٹر کی غلطیوں پر بھی نظر رکھے۔ بصورت دیگر وہ اصل کاپی ہی سے پروف کا ملان کر پائے گا۔

OOO

# اردو دُنیا

## اردو پڑھانے کے لیے سرکار کے پاس ٹیچر نہیں

### اردو سیکشن کھولنے کا دارومدار این جی اوز پر، دہلی سرکار کا جواب

نئی دہلی (۱۸ مارچ)۔ اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دینے اور اردو کے تعلق سے بڑے بڑے دعوے کرنے والی دہلی سرکار کا محکمۂ تعلیم اردو کے تعلق سے کس حد تک سنجیدہ ہے اور اردو کے معاملے میں اس کی نیت کیا ہے، اس کا ثبوت اس خط کو پڑھ کر آسانی سے لگایا جا سکتا ہے جو زون ۵ کی ڈپٹی ایجوکیشن افسر نے ایک این جی او کو بھیجا ہے اور اس کی ایک کاپی دہلی اسٹیٹ اقلیتی کمیشن کے چیئرمین کمال فاروقی کو بھی روانہ کی گئی ہے۔ نیو جعفرآباد ریزیڈنٹس ویلفیئر ایسوسی ایشن نے محکمۂ تعلیم کے ڈائرکٹر اور دہلی اقلیتی کمیشن کے چیئرمین کو ایک خط لکھ کر گورنمنٹ گرلز سینئر سکنڈری اسکول اور گورنمنٹ بوائز سینئر سکنڈری اسکول جعفرآباد ایکسٹینشن دہلی کے پرنسپلوں کے خلاف شکایت کی تھی کہ وہ مسلم طلبہ و طالبات کو تیسری زبان کے طور پر اردو پڑھنے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں۔ اس شکایت کی بنیاد پر دہلی اسٹیٹ اقلیتی کمیشن کے چیئرمین کمال فاروقی نے بھی دہلی سرکار کے محکمۂ تعلیم کے ڈائرکٹر کو خط بھیج کر اس سلسلے میں وضاحت طلب کی تھی۔ تقریباً چھ ماہ قبل بھیجے گئے اس خط کے جواب میں محکمۂ تعلیم کے زون ۵ کی ڈپٹی ایجوکیشن افسر ڈاکٹر سروج چھوکر نے مذکورہ آر ڈبلیو اے کے جنرل سکریٹری اور دہلی اقلیتی کمیشن کے چیئرمین کو جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ جن دونوں اسکولوں کے بابت شکایت کی گئی ہے ان میں یکم اپریل ۲۰۱۰ء سے شروع ہونے والے نئے تعلیمی سیشن میں اردو سیکشن کھول دیے جائیں گے کیوں کہ ایک این جی او تہذیب ہند سوسائٹی کے صدر نے اردو پڑھانے کے لیے ٹیچر مہیا کرانے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ ڈپٹی ایجوکیشن افسر کا یہ جواب اپنے آپ میں کافی مضحکہ خیز ہے اور اس سے اردو کے تعلق سے محکمۂ تعلیم کی پالیسی اور نیت کی وضاحت بھی ہو گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اردو مضمون کے ٹیچر مہیا کرانا حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے اور وہ کسی اسکول میں تب ہی اردو سیکشن قائم کرے گی جب کوئی این جی او اسے اردو ٹیچر مہیا کرانے کی یقین دہانی کرائے گی۔ کیا محکمۂ تعلیم کو ایسی کوئی ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اردو کے اساتذہ کا اپنی جانب سے تقرر نہیں کرتا ہے اور صرف اردو اکادمی اور این جی اوز سے ملنے والے ٹیچروں سے ہی اردو طلبہ کو تعلیم دلاتی ہے۔ اس ایشو پر ایجوکیشن ڈائرکٹر اور دہلی کے وزیر تعلیم اروندر سنگھ لولی کو سرکار کی پالیسی واضح کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ یہاں ایک اور اہم سوال یہ بھی ہے کہ کیا محکمۂ تعلیم میں پروٹوکول نام کی کوئی چیز نہیں ہے اور محکمہ دہلی اسٹیٹ اقلیتی کمیشن کے چیئرمین کو کوئی اہمیت نہیں دیتا ورنہ کیا وجہ ہے کہ جب اقلیتی کمیشن کے چیئرمین نے ایجوکیشن ڈائرکٹر سے جواب مانگا تھا تو جواب انھیں دینا چاہیے تھا یا ڈپٹی ایجوکیشن افسر کو؟ کیا یہ پروٹوکول کی کھلی خلاف ورزی نہیں ہے؟

(راشٹریہ سہارا۔ دہلی)

## اردو کو نقصان پہنچانے کے لیے نت نئے طریقوں کا استعمال

مہنداول (سنت کبیر نگر)۔ قصبہ مہنداول میں واقع پریم [illegible] مہیلا ڈگری کالج میں تعلیم حاصل کر رہی سیکڑوں طالبات نے بی اے میں اردو مضمون سے اپنا فارم داخل کیا تھا مگر ان کے پرچۂ امتحان پر اردو کی جگہ ہوم سائنس لکھ کر آنے سے طالبات میں بے چینی و اضطراب پھیل گیا ہے کیوں کہ پورے سال اردو پڑھ رہی طالبات کے لیے اچانک ہوم سائنس میں امتحان دینا بہت مشکل ہے۔ ان طالبات نے ہوم سائنس کی تعلیم حاصل ہی نہیں کی ہے تو کیسے اس مضمون کا امتحان دیں گی۔ اس سلسلے میں کالج انتظامیہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اسکول کی جانب سے اردو کے لیے گورکھپور یونیورسٹی سے مقررہ وقت کے اندر تجدید نہیں کرائی گئی۔

(راشٹریہ سہارا۔ دہلی)

## اردو کو تمام ریاستوں میں دوسری سرکاری زبان کا درجہ دینے کا مطالبہ

گلبرگہ (۱۰ مارچ)۔ سرگرم سماجی قائد جناب اشفاق احمد چلبل نے ایک فیکس وزیر اعظم کو روانہ کر کے ان سے اپیل کی ہے کہ گجرال کمیٹی کی رپورٹ پر عمل آوری کرتے ہوئے ملک کی تمام ریاستوں میں جہاں دس فیصد سے زائد اردو آبادی ہو وہاں پر اردو زبان کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دے کر اس کی ترقی اور فروغ کو یقینی بنائیں۔

(رہنمائے دکن۔ حیدرآباد)

## ممتاز عالم رضوی کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض

نئی دہلی۔ جناب ممتاز عالم رضوی کو دہلی یونیورسٹی نے ان کے تحقیقی مقالے 'اردو ناولوں میں عصری مسائل ۱۹۶۰ء کے بعد' پر پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی ہے۔ انھوں نے اپنا مقالہ پروفیسر ابن کنول کی نگرانی میں مکمل کیا ہے۔ ممتاز عالم رضوی کو علامہ اقبال ادبی مرکز بھوپال سے انٹر یونیورسٹی مقالے میں دوسرا انعام ۲۰۰۳ء میں اور دہلی یونیورسٹی سے بریش چند کھنہ پال گولڈ میڈل ۲۰۰۶ء میں دیا جا چکا ہے۔ وہ اب تک ممبئی، پٹنہ، شملہ، الٰہ آباد، لکھنؤ اور دہلی میں غالب اکیڈمی، اردو اکادمی، غالب انسٹی ٹیوٹ اور دہلی یونیورسٹی کے قومی اور بین الاقوامی سمیناروں میں اپنے تنقیدی اور تحقیقی مقالات پیش کرنے کے علاوہ نظامت کے فرائض انجام دے چکے ہیں۔ وہ گذشتہ دس برسوں سے صحافتی دنیا میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ڈی ڈی اردو اور ڈی ڈی نیشنل میں اینکرنگ کرتے ہیں۔ آکاش وانی میں اپنی کئی کہانیاں اور موجودہ صورت حال پر جائزہ پیش کر چکے ہیں۔ ممتاز عالم رضوی تھیٹر سے بھی دلچسپی رکھتے ہیں اور اب تک تین ڈرامے اسٹیج کر چکے ہیں۔

## ڈاکٹر حکیم سراج الدین ہاشمی انجمن ترقی اردو امروہہ کے صدر اور شوق امروہوی صاحب سکریٹری منتخب

امروہہ۔ ۲۲ مارچ ۲۰۱۰ء کو امروہہ میں انجمن ترقی اردو امروہہ کی شاخ کے انتخابات عمل میں آئے، جس میں ڈاکٹر حکیم سراج الدین ہاشمی صدر منتخب ہوئے اور جناب شوق امروہوی کو جنرل سکریٹری کے عہدے کے لیے منتخب کیا گیا۔

اس موقع پر ہاشمی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ میری پوری کوشش ہوگی کہ اردو کی ترقی اور فروغ کے لیے کام کروں۔ شوق امروہوی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ انجمن ترقی اردو اترپردیش کی صوبائی شاخ نے فیصلہ کیا ہے کہ اترپردیش کے مختلف علاقوں کا دورہ کر کے نئی ضلعی شاخیں بنائی جائیں گی اور ایسی پرانی شاخوں کو فعال کیا جائے گا جو کچھ عرصے سے کام نہیں کر رہی ہیں۔

### انجمن ترقی اردو حیدرآباد کے زیر اہتمام

## دسویں جماعت کے طلبہ کی کوچنگ کلاسس کا اختتام

حیدرآباد (۱۹ مارچ)۔ اردو کی ترقی و ترویج کے لیے انجمن ترقی اردو عظیم تر حیدرآباد کے زیر اہتمام مسلسل چودہ سالوں سے اردو گھر مغل پورہ میں اردو میڈیم طلبہ و طالبات کے لیے فری کوچنگ کلاسس کے قیام سے اب تک تقریباً چار ہزار سے زیادہ طلبہ و طالبات نے استفادہ کیا۔ ان خیالات کا اظہار اردو گھر مغل پورہ میں کوچنگ کلاسس کے طلبہ و طالبات کے وداعی جلسے سے جناب محمد علی حسینی (صدر انجمن ترقی اردو عظیم تر حیدرآباد) نے اپنے صدارتی خطاب میں کیا۔ جناب محمد نعیم الدین صابری انچارج اردو گھر و انچارج کوچنگ کلاس نے بتایا کہ چار اہم مضامین انگریزی، تلگو، ریاضی اور سائنس کی تعلیم ماہر اساتذہ کی خدمات حاصل کر کے طلبہ کو کوچنگ دی جاتی ہے۔ نعیم صابری نے کہا کہ آئندہ سال سے اردو گھر کے علاوہ دوسرے مسلم بستیوں میں بھی اردو میڈیم طلبہ کے لیے فری کوچنگ کلاسس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جناب مجلی انظر نے کہا کہ اردو زبان سے تعلیم حاصل کرنا فخر کی علامت ہے، حیدرآباد ہی نہیں پورے ہندوستان میں کئی نامی گرامی ہستیوں نے اردو میڈیم کے ذریعے تعلیم حاصل کر کے پوری دنیا میں نام روشن کیا۔ جناب مسعود فضلی نے انجمن کے عہدیداروں میں شناختی کارڈ تقسیم کیے۔ جلسے کو جناب محمد ضیاء اللہ، جناب افضل مجی، ممتاز دانش، حسین علی خان، میر وقارالدین علی خان نے بھی مخاطب کیا۔ جناب اثم شافعی، ممتاز دانش اور مجلی انظر نے اردو پر اپنی نظمیں اور غزلیں پیش کیں۔ جناب محسن افروز نے مہمانوں کا استقبال کیا اور طلبہ و طالبات میں انعامات تقسیم کیے۔

(اعتماد، حیدرآباد)

### قانون ساز کونسل کے چیئرمین سے

## اردو رپورٹروں کے متعلق نظر ثانی کا مطالبہ

پٹنہ (۲۳ مارچ)۔ اردو کونسل ہند کے بینر تلے بہار کی تقریباً نصف درجن اردو ادبی و ثقافتی تنظیموں کی جانب سے آج یہاں جاری ایک مشترکہ پریس بیان میں بہار قانون ساز کونسل کے چیئرمین جناب تارا کانت جھا کے اس فیصلے پر حیرت کا اظہار کیا گیا ہے، جس کے تحت انھوں نے کونسل میں کام کر رہے اردو رپورٹروں کی توسیع ملازمت پر روک لگا دی ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ اردو رپورٹروں کے خلاف پچھلے کئی برسوں سے کونسل سکریٹریٹ میں کئی سطحوں پر سازشیں رچی جا رہی ہیں۔ بیان میں افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ چیئرمین کا یہ فیصلہ ایسے وقت میں آیا ہے جب بہار میں نتیش حکومت اردو کے فروغ اور اردو ملازمین کی تقرری کی سمت میں کوشاں ہے۔

بیان میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ آگے کی کارروائی کرنے سے قبل کونسل چیئرمین پورے معاملے کی گہرائی سے جانچ کرائیں اور اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرتے ہوئے اردو رپورٹروں کی ملازمت کو برقرار رکھیں گے۔

بیان کے مطابق اردو رپورٹروں کی تقرری ۲۰۰۵ء میں حسب ضابطہ مستقل عہدوں پر ہوئی تھی۔ تقرری کے باضابطہ ہونے کی تصدیق خود بہار قانون ساز کونسل نے قانون برائے حق اطلاعات (آر ٹی آئی) کے تحت پوچھے گئے کئی ایک سوالوں کے جواب میں کی تھی۔ ۲۰۰۸ء

## اردو میڈیم کے طلبہ کو ہندی میں سوال نامے

### طلبہ و طالبات نے کیا سالانہ امتحان کا احتجاجاً بائیکاٹ

مدھوبنی (۲۹؍مارچ)۔ ریاستی حکومت اور مرکزی حکومت کی جانب سے اردو کے فروغ کے لیے ریاست کے تعلیمی اداروں میں محکمہ تعلیم کی جانب سے کئی منصوبے چلائے جا رہے ہیں لیکن مدھوبنی ضلع کے محکمہ تعلیم کے ملازمین اور سی آر سی کی تعصب پرستی کی وجہ سے آج سے منعقد سالانہ امتحان میں ضلع کے سبھی اردو میڈیم اسکولوں اور مکاتب کے طلبہ و طالبات کو اردو کی جگہ ہندی میں سوال نامے دیے گئے جس پر مدھوبنی شہر کے مومن ٹولہ میں واقع اردو میڈیم اسکول کے طلبہ، ان کے گارجین اور اردو بیداری تحریک کے کنوینر امان اللہ خاں، غلام مصطفی عرف ننھے خبیر خاں، حیدر خاں، اسلم انصاری، اصغر علی چچا کے علاوہ مختلف سیاسی پارٹیوں کے اراکین اور عہدے داروں نے احتجاج کرتے ہوئے امتحان کا بائیکاٹ کر دیا۔ اس بائیکاٹ کی خبر پہنچتے ہی ضلع محکمہ تعلیم کے ڈپٹی ڈی ایس ای شمشاد عالم، سی آر سی انچارج ماسٹر پریم چندر جھا وغیرہ نے اسکول پہنچ کر احتجاج کر رہے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی اور ہندی میں دیے گئے سوال نامے کا اردو میں ترجمہ کرنے کے لیے اردو اسکول کے اساتذہ کو کہا لیکن اردو بیداری تحریک کے کنوینر امان اللہ خاں نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ مسئلہ صرف ایک اسکول کا نہیں ہے بلکہ ضلع میں واقع سبھی اردو میڈیم اسکولوں اور مکاتب کا ہے اس لیے اردو میں سوالنامے چھپنے کے بعد ہی پورے ضلع میں امتحان ہوگا جس کے لیے ڈی ایس ای شمشاد عالم نے اس مطالبے کو جائز قرار دیتے ہوئے کہا کہ اردو ریاست کی دوسری سرکاری زبان ہے اسے نظر انداز کرنا سراسر غلط ہے۔ وہیں انھوں نے ڈی ایس ای سے بات کرنے کے بعد سی آر سی انچارج مسٹر جھا کو اردو میں سوال نامے چھپوا کر امتحان لینے کی ہدایت دی۔ انھوں نے ضلع کے سبھی اسکول انچارج اور بلاک ایجوکیشن افسر کو مکتوب نمبر ۹۱۴ مورخہ ۲۵؍مارچ ۲۰۱۰ء جاری کرکے ہدایت دی کہ ضلع کے سبھی اردو اسکولوں میں اردو زبان میں سوال نامے مہیا کرا کر ہی امتحان لیں۔ واضح ہو کہ آج بلیا واقع اردو پرائمری مکتب، کیسرا میں واقع اردو پرائمری مکتب، ریکا کے تحت اجرا پنچایت کے سکھوا گاؤں میں واقع مکتب سمیت پورے ضلع کے طلبہ و طالبات کے ذریعے امتحان کا بائیکاٹ کیے جانے کی خبر ہے۔

(راشٹریہ سہارا، دہلی)

میں جب کونسل سکریٹریٹ کے ذریعے اردو رپورٹروں کی توسیع ملازمت کے سلسلے میں ایڈووکیٹ جنرل بہار کی رائے طلب کی گئی تھی تب ایڈووکیٹ جنرل نے مثبت رخ اختیار کرتے ہوئے کونسل سکریٹری سے اسٹینڈنگ کونسل کے اس ریمارک پر نظر ثانی کرنے کو کہا تھا جس میں اسٹینڈنگ کونسل نے اردو رپورٹروں کی توسیع ملازمت کو روک دینے کی بات کہی تھی۔ ایڈووکیٹ جنرل نے کونسل سکریٹریٹ کے ذریعے بھیجی گئی فائل اور اس بیچ اردو رپورٹروں کے حق میں پیش کی گئی اعجاز ایڈووکیٹ کی دستاویز کا مطالعہ کرنے کے بعد کونسل سکریٹریٹ کو تمام کاغذات کی جانچ کرکے دوبارہ فائل ان کے پاس بھیجنے کی ہدایت دی تھی۔ ایڈووکیٹ جنرل کی رائے کے بعد اردو رپورٹروں کو توسیع ملازمت حسب دستور ملنے لگی تھی۔ بیان جاری کرنے والوں میں اردو کونسل ہند کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر اسلم جاوداں، ہم نشیں کے صدر ڈاکٹر شکیل معین اور اس کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر ریحان غنی، ارباب ادب کے جنرل سکریٹری اثر فریدی، الہند ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے خازن احمد علی اور دیار فاؤنڈیشن کے صدر شوکت علی شامل ہیں۔

(قومی تنظیم، پٹنہ)

ڈاکٹر مسعود جعفری

## اردو

کچھ بھی ہو دھوم دھام ہے اردو ہے لشکری
لفظوں کی کہکشاں ہے، خیالوں کی مشتری
ہوتی ہے اس کی شاعری جزوے پیمبری
ملتی ہے اس میں چہرۂ جاناں کی دلبری
اس سے ملی ہے چھاؤں مسافر کو راہ میں
دامن ہمارا چاک رہا اس کی چاہ میں

اردو کی خوشبوؤں سے مہکتا رہا چمن
ہر دور میں حسین رہا اس کا بانکپن
نس نس میں اس کی دوڑ گئی نکہت وطن
اٹھی پیام شوق لیے مہ جبیں دکن
اک روشنی سی پھیل گئی دور دور تک
اس پر نثار ہو گئی جنت کی حور تک

محفل میں لوگ پڑھتے ہیں اردو زباں کے شعر
محبوب کے فراق میں وہم و گماں کے شعر
دھرتی کے اضطراب میں کچھ آسماں کے شعر
تحفے میں بھیج دیتے ہیں نذر بتاں کے شعر
مقبولیت میں اس کی ذرا بھی کمی نہیں
بارش کی تیز دھار کہیں پر رکی نہیں

دنیا ہے آب و گل کی ہے اردو حسیں زباں
روشن ہوئے ہیں اس سے خیالوں کے دو جہاں
اظہار کا گلاب رہے گی یہاں وہاں
کہتا ہے کون اس سے ہوا ہے ہمیں زیاں
اس سے مٹے ہیں فاصلے قوموں کے درمیاں
اس سے ہوئی ہے راہ محبت بھی ضوفشاں

اب آ گیا ہے وقت کہ اس کا ادب کریں
پرچم اسی کے پیار کا ہر سو نصب کریں
ہندوستاں میں ہر طرف جشن طرب کریں
کھل کر تمام لوگ بھی تسلیم اب کریں
اردو کو اختیار بھی دینا پڑے گا اب
ورنہ حساب پوچھے گا یوم جزا کا رب

## محمد ابوذر کو

## پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض

جناب محمد ابوذر کو دہلی یونیورسٹی نے ان کے تحقیقی مقالہ 'سماجی و سیاسی صورت حال اور اردو صحافت: ۱۹۶۰ تا ۲۰۰۰' پر پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی ہے۔ انھوں نے اپنا یہ مقالہ پروفیسر ارتضیٰ کریم کی زیر نگرانی مکمل کیا ہے۔

## اردو ذریعہ تعلیم کے مدرسین کے لیے علاحدہ ٹریننگ کا مطالبہ

حیدرآباد (۹؍مارچ)۔ اسٹیٹ اردو ٹیچرس ایسوسی ایشن کی جانب سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ریاست کے تمام اردو ذریعہ تعلیم کے مدرسین کے لیے علاحدہ ٹریننگ کا انتظام کیا جائے۔ محمد انوار الباقی، محمد عبدالحلیم، ساجد محی الدین، نورالدین قادری، حبیب ہاشم، عبدالقدیر صدیقی، خواجہ معین الدین، خواجہ فاروق الدین وہابی اور محمد عبدالجبار فردوز پر مشتمل وفد نے کمشنر و ڈائرکٹر آف اسکول ایجوکیشن سے تحریری طور پر نمائندگی کی ہے کہ اردو تعلیم کے لیے ریسورس پرسن، ایم آر پی، ڈی آر جی، ایس ایم او، کے ایچ او اور مضمون واری مدرسین پر مشتمل اردو شعبہ قائم کیا جائے۔ اس کے علاوہ بکس، مواد، ماڈل پیپر اردو زبان میں فراہم کیے جائیں۔ ریاست کے تمام اردو ذریعہ تعلیم کے مدارس میں کمپیوٹر فراہم کرنے کی ضرورت پر بھی یادداشت میں زور دیا گیا ہے اور اپیل کی گئی ہے کہ اپریل، مئی ۲۰۱۰ء میں مدرسین کی ٹریننگ سے قبل سارا مواد اردو زبان میں مہیا کیا جائے۔ وفد نے امید ظاہر کی کہ ان امور کی یکسوئی کے لیے جلد از جلد احکام جاری کیے جائیں گے۔

(اعتماد، حیدرآباد)

## اک دیا اور بجھا

اردو کے معروف ادیب و شاعر جناب واحد رزاقی تخلص بجمل شمس آبادی کا یکم جنوری ۲۰۱۰ء کو انتقال ہو گیا۔ وہ معروف شاعر اور تنقید نگار جناب شام موہن لال جگر بریلوی کے بڑے داماد اور شاگرد تھے۔ یہ اطلاع ہمیں جناب تسلیم غوری بدایونی نے دی ہے۔ بجمل شمس آبادی کی پیدائش ضلع فرخ آباد، اتر پردیش کے قصبہ شمس آباد میں ۱۸؍نومبر ۱۹۲۰ء کو ہوئی تھی۔ وہ فتح گڑھ میں وکالت کے پیشے سے وابستہ تھے۔ ۹؍مارچ ۲۰۰۹ء کو ان کی بیگم کا انتقال ہو گیا تھا۔ بجمل شمس آبادی کے تین شعری مجموعے 'گل صحرا'، 'زخم نہاں' اور 'رستے چھالے' اور ایک نعت و مناقب کا مجموعہ 'خشت حرم' شائع ہو چکے ہیں۔ بجمل صاحب اپنے تحقیقی مضامین کو بھی یکجا کرکے شائع کرنا چاہتے تھے مگر ان کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ بجمل صاحب کی آخری رسومات فتح گڑھ میں انجام دی گئیں۔

ادارہ 'ہماری زبان' مرحوم کے پس ماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

(ادارہ)

## اردو ذریعہ تعلیم کے مدرسین کے لیے علاحدہ ٹریننگ کا مطالبہ

حیدرآباد (۹؍مارچ)۔ اسٹیٹ اردو ٹیچرس ایسوسی ایشن کی جانب سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ریاست کے تمام اردو ذریعہ تعلیم کے مدرسین کے لیے علاحدہ ٹریننگ کا انتظام کیا جائے۔ محمد انوار الباقی، محمد عبدالحلیم، ساجد محی الدین، نورالدین قادری، حبیب ہاشم، عبدالقدیر صدیقی، خواجہ معین الدین، خواجہ فاروق الدین وہابی اور محمد عبدالجبار فردوز پر مشتمل وفد نے کمشنر و ڈائرکٹر آف اسکول ایجوکیشن سے تحریری طور پر نمائندگی کی ہے کہ اردو تعلیم کے لیے ریسورس پرسن، ایم آر پی، ڈی آر جی، ایس ایم او، کے ایچ او اور مضمون واری مدرسین پر مشتمل اردو شعبہ قائم کیا جائے۔ اس کے علاوہ بکس، مواد، ماڈل پیپر اردو زبان میں فراہم کیے جائیں۔ ریاست کے تمام اردو ذریعہ تعلیم کے مدارس میں کمپیوٹر فراہم کرنے کی ضرورت پر بھی یادداشت میں زور دیا گیا ہے اور اپیل کی گئی ہے کہ اپریل، مئی ۲۰۱۰ء میں مدرسین کی ٹریننگ سے قبل سارا مواد اردو زبان میں مہیا کیا جائے۔ وفد نے امید ظاہر کی کہ ان امور کی یکسوئی کے لیے جلد از جلد احکام جاری کیے جائیں گے۔ (اعتماد، حیدرآباد)

# نئی کتابیں

**تبصرے کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے**

نام کتاب : جہاز پر کیا ہوا
مصنف : انور قمر
ضخامت : ۱۹۸صفحات
قیمت : ۱۲۰روپے
ملنے کا پتا : کتاب دار، ۱۰۸/۱۱۰
جلال منزل ٹیمکر اسٹریٹ،
ممبئی-۸
تبصرہ نگار : سعید اختر اعظمی

زندگی میں بعض واقعات الیوژن کی صورت میں پیش آتے ہیں۔ وہ زندگی کی طرح حقیقی نہیں ہوتے۔ آپ ان پر جس قدر سوچتے ہیں وہ اتنے ہی واقعی اور حقیقی محسوس ہوتے ہیں اور ایک وقت ایسا آتا ہے جب اُن کے غیر حقیقی ہونے کے خیال کو ارادتاً ملتوی کر دیتے ہیں۔ الیوژن کو حقائق سے ہم آہنگ کرنے میں فنی مہارت کی ضرورت پڑتی ہے جس میں احساسات، تجربات و مشاہدات مساوی طور پر شامل رہتے ہیں۔ انور قمر کی فکشن نگاری کا اختصاص یہی ہے کہ انھوں نے کوئی نظریہ طے شدہ نہیں رکھا اور نہ ہی زندگی کے ذہنی اور نفسیاتی رویوں کو سامنے لاتے ہوئے کلائمکس کو حیرت انگیز موڑ دیا۔ اُن کے یہاں مخصوص قسم کی اعصاب زدگی اور نفسیاتی خوف بھی ہے جس کی سرحدیں بسا اوقات عقیدہ پرستی اور ضعیف الاعتقادی سے جا ملتی ہیں۔ بعض مقامات پر وہ خود ایک کردار کی صورت میں جلوہ گر ہوتے ہیں اور تلخی حیات کا زہراب پی کر سماج کو آئینہ دکھلاتے ہیں۔

'چاندنی کے سپرد'،'چوپال میں سنا ہوا قصہ' اور 'کلر بلائنڈ' کے بعد 'جہاز پر کیا ہوا' انور قمر کا تازہ ترین فکشن اظہاریہ ہے جو سترہ افسانوں پر مشتمل ہے۔ 'ماتمِ افسانہ گجرات فساد' کے تناظر میں ہے جس میں فرش پر مذہب والقدار کا غلبہ ہے تو 'سُخواں زدہ' میں فرقہ وارانہ تصادم میں ریزہ ریزہ بکھرتی زندگی کی آئینہ داری ملتی ہے۔ 'افضول' کا نذرات میں ملے تمیں خط' ذوالفقار کی جانب سے مراسلت ہی نہیں انتقال وطن کا المیہ بھی ہے۔ 'مزائے موت' ایک ایسا کھتا میں بھرپور خوراک کی نارسائی کا شکوہ ہے تو 'چڑیوں نے کیا نافیت بنے' میں توہم پرستی سے دور رہنے کی ترغیب اور دشمن معدوم ہوا میں بے دست و پائی کا سبب بھی بنی ہے۔ 'پرندے کی تلاش' اجنبیت میں شناسائی کے مضمر پہلو کو سامنے لاتی ہے تو 'کارگو کیپٹینس' اور 'ریگانے' مخصوص ذہنی رویوں کے عکاس ہونے کے ساتھ پُراسرار فضا کی تشکیل میں بھی معاون رہے ہیں۔ 'اجل سے مکالمہ' برادران یوسف کی نئی کارگزاریوں کا بیان ہے تو 'میرا باپ صندوق میں سوتا ہے' عہد حاضر کے مسائل سے نظریں چرانے کا اعلامیہ۔ تو 'یہ فاصلے یہ قربتیں' جنسی اختلاط کی لذت کو فزوں کرتا ہے جبکہ روتی رساں شریک حیات کی چاہت کو سامنے لاتا ہے۔ 'کشتی' امید کا استعارہ ہے تو 'خبر رساں کی حیرانی' کو فن کی تباہی کا ماتم بجا طور پر قرار دیا جا سکتا ہے۔

انور قمر کے افسانے اُن کی تخلیقی روانی اور فنکارانہ بے نیازی کو ظاہر کرتے ہیں۔ وہ حقیقت حقائق پرستی اور کرداروں کی حمایت ہی اُن کا مطمح نظر ہے جسے وہ ایک فریضہ کے طور پر ایمانداری سے نبھا رہے ہیں۔

OOO

نام کتاب : اردو کے روشن مینار
مصنف : ڈاکٹر سید بشیر احمد
ضخامت : ۳۲۵صفحات
قیمت : ۳۵۰روپے
ملنے کا پتا : ادارہ ادبیات اردو
پنجہ گٹہ، حیدر آباد
تبصرہ نگار : ڈاکٹر رضیہ حامد

ڈاکٹر سید بشیر احمد حیدر آباد کے ادبی افق کا تابندہ ستارہ ہیں۔ حیدر آباد کے شاعروں، ادیبوں اور مختلف اصناف ادب سے تعلق رکھنے والی شخصیات پر ان کی چار کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔ بشیر احمد کا مطالعہ وسیع ہے۔ 'اردو کے روشن مینار' کا کینوس کشادہ ہے۔ بشیر احمد نے امیر خسرو سے لے کر عہد حاضر تک کے شاعروں کا احاطہ کیا ہے اور ۲۲ مضمون قلم بند کیے ہیں، جن میں خاتون صرف پروین شاکر شامل ہیں۔ بشیر احمد نے اپنے انتخاب میں اس بات کا خصوصی خیال رکھا ہے کہ کسی بھی دور کے نمائندہ شاعر کا ذکر چھوٹ نہ جائے۔ اپنے مضامین میں شاعروں کے ادبی پس منظر اور ان کے عہد پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ شاعر کی سوانح، ادبی خدمات اور ان کے مجموعوں کے نام اور سن طباعت مستند حوالوں سے درج کرنے کے ساتھ شاعروں کے کلام پر تبصرہ اور تنقید بھی کی ہے۔ بشیر احمد نے اردو ادب اور تنقید کے اولین ماخذوں سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ ان مضامین کو لکھنے کے لیے انھوں نے تقریباً ۱۰۰ کتب کا مطالعہ بھی کیا ہے جن کی فہرست اس کتاب میں شامل ہے۔

شعرا کے تذکرے اور سوانح کے ساتھ بشیر احمد نے ناسخ و آتش اور ان کی باہمی چشمکیں اور مصحفی و انشا کے مابین چشمکیں، میر تقی میر اور ان کی نازک مزاجی پر بھی خامہ فرسائی کی ہے۔ بشیر احمد قلی قطب شاہ اور نظیر اکبر آبادی کے متعلق لکھتے ہیں:

> "اردو زبان میں صرف قلی قطب شاہ اور نظیر اکبر آبادی نے عید، تہواروں، موسموں، مظاہر قدرت، پھلوں، میلوں اور دیگر مقامی تقاریب کے موقعوں پر نظمیں لکھی ہیں"۔ (ص ۷)

ریاست بھوپال کی تیسری خاتون فرماں روا اور شاعرہ نواب شاہجہاں بیگم متخلص بہ تاجور اور شیریں (۳رجولائی ۱۸۳۸ء - ۵رجون ۱۹۰۱ء) کے دونوں دیوان 'دیوان شیریں' اور 'تاج الکلام' میں اس طرح کے گیت اور نظمیں ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ 'مثنوی صدق البیان' میں ہندوستان کی جغرافیائی اور طبعی حالت، قدیم معاشرت اور مشغلے، تہواروں اور رسوم کا ذکر ہے۔

زیر نظر کتاب میں حیدر آباد کے کئی شعرا پر مضامین ہیں، ان میں نواب میر عثمان علی خاں آصف سابع اور شہزادہ معظم جاہ بہادر شجیع اور صاحبزادہ محمد علی خاں میکش پر لکھے مضامین بھی شامل ہیں۔ آصف سابع کی شاعری اور زندگی کے متعلق لکھتے ہیں:

> "آصف سابع نے اپنے کلام میں بعض الفاظ کو مسلسل استعمال کیا ہے اس طرح انھیں ایک خاص معنی عطا کیے مثلاً قم، غدیر، نجف، بوتراب، نذ، صدف، خم، گلاب اور مے خانہ وغیرہ۔ آخری تاجدار مغلیہ بہادر شاہ ظفر اور آصف سابع کی زندگیوں میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے۔ اول الذکر کے ہاتھ سے سلطنت مغلیہ نکل گئی اور ان کو سرزمین ہندوستان سے دور رنگون میں محروس رکھا گیا اور وہیں پر ان کی رحلت ہوئی۔
>
> آصف سابع جو سلطنت آصفیہ کے آخری مطلق العنان بادشاہ تھے، اقتدار سے سبکدوش کر دیے گئے۔ اپنی ہی سرزمین پر بااقتدار کے بجائے مجبور شہری کی طرح زندگی گزاری"۔ (ص ۱۸۰-۱۸۱)

غزل کو رشید احمد صدیقی نے اردو ادب کی آبرو قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر سید بشیر احمد نے غزل کی اکثر مضامین میں تعریف کی، اس کی مقبولیت کی وجوہات بتائی ہیں اور کہا کہ اس کے چاہنے والوں نے باد مخالف کے باوجود ہر دور میں غزل کو زندہ و تابندہ رکھا۔ وہ لکھتے ہیں:

> "غزل اردو ادب کی مقبول عام صنف ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس صنف سخن پر ہمیشہ حرف گیری ہوتی رہی لیکن یہ صنف سخن جو ہمہ جہت ہے ان سب مخالف ہواؤں کا بڑی حوصلہ مندی سے مقابلہ کرتی رہی۔ سخت مخالف ہواؤں میں بھی غزل کی شمع کی تابنا کی میں کوئی فرق نہ آسکا۔ اس کے چاہنے والے ہمیشہ اس کے گیسوؤں کو سنوارتے رہے"۔ (ص ۲۰۰)

میراجی کی شخصیت و شاعری پر سیر حاصل مضمون میں انھوں نے میراجی کے ذریعے ترجمہ کیے گئے کاموں کا بھی ذکر کیا ہے۔ ایک طویل فہرست ان غیر ملکی زبانوں کے شاعروں کی دی ہے جن کی منظومات کا میراجی نے ترجمہ کر کے اردو ادب کے خزانے کو مالا مال کیا ہے۔ انھوں نے عمر خیام کی رباعی کا ترجمہ مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔

فارسی کے مشہور شاعر عمر خیام کی ایک رباعی کا منظوم ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

> آئی ندا یہ صبح سویرے کانوں میں میخانے سے
> کوئی کہے نہ جاکے ذرا یہ بات ہر دیوانے سے
> اٹھ جاگ، آنکھیں کھول، ہتھیلی جام بھر لیں پیمانے کو
> کیا دم میں چھلک اٹھے گی جیون کے پیمانے سے
> (ص ۲۹۹)

ڈاکٹر سید بشیر احمد نے 'اردو کے روشن مینار' تصنیف کر کے بہت بڑا کام کیا ہے۔ ادب کے طالب علم اس سے بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں۔ ان کو حوالہ کی کتابوں کی تلاش سے کسی قدر آسانی مہیا کی ہے جو قابل مبارکباد ہے۔ ان کا حوصلہ کہ وہ اس کی دوسری جلد لانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ہم سب کو اس کا منتظر رہنا چاہیے اور ڈاکٹر صاحب کی ہمت، طاقت اور زود نویسی کے لیے دعا گو بھی۔

کتاب صاف ستھری چھپی ہے۔ املا کے اغلاط نہیں کے برابر ہیں۔ ٹائٹل کور بھی دیدہ زیب ہے۔ قیمت واجبی ہے۔ اس کتاب کو ہر لائبریری میں ہونا چاہیے۔

OOO

نام کتاب : مصالحوں کے رنگ
مصنف : کشوری لال
ضخامت : ۹۶صفحات
قیمت : ۱۵۰روپے
ملنے کا پتا : سیمانت پرکاشن، ۹۲۲
کوچہ روہیلا خاں، دریا گنج
نئی دہلی-۲
تبصرہ نگار : محمد ابوذر

'مصالحوں کے رنگ' کشوری لال کے افسانوں کا مجموعہ ہے جس میں بارہ

'ڈی فارم' ہفتہ وار 'ہماری زبان'
نئی دہلی
۱- مقام اشاعت: اردو گھر، ۲۱۲-راؤز ایونیو، نئی دہلی-۱۱۰۰۰۲
۲- وقفہ اشاعت: ہفت روزہ
۳- پرنٹر کا نام: شاہد خاں
شہریت: ہندوستانی
پتا: اردو گھر، ۲۱۲-راؤز ایونیو، نئی دہلی-۱۱۰۰۰۲
۴- پبلشر کا نام: شاہد خاں
شہریت: ہندوستانی
پتا: اردو گھر، ۲۱۲-راؤز ایونیو، نئی دہلی-۱۱۰۰۰۲
۵- ایڈیٹر کا نام: خلیق انجم
شہریت: ہندوستانی
پتا: اردو گھر، ۲۱۲-راؤز ایونیو، نئی دہلی-۱۱۰۰۰۲
۶- ان لوگوں کے نام جو اخبار کے مالک یا حصے دار ہیں یا ایک فیصد حصص کے مالک ہیں:
انجمن ترقی اردو (ہند)، اردو گھر ۲۱۲-راؤز ایونیو، نئی دہلی-۱۱۰۰۰۲
"میں شاہد خاں تصدیق کرتا ہوں کہ اوپر دی گئی معلومات میرے علم و یقین کے مطابق صحیح ہیں"۔
**شاہد خاں**
(فروری ۲۰۱۰ء)
انجمن ترقی اردو (ہند)، اردو گھر
۲۱۲-راؤز ایونیو، نئی دہلی-۱۱۰۰۰۲

افسانے شامل ہیں۔ مسور کی دال، حیات ثانی، طلاق، مدوجزر، بھوت کی شرارت، رتیق عشرت، یارانہ، وروزی کی عید، فرزند خدا، سلوچنا، دفتر مزاریح، حرامی جیسی متاثر کن مشمولہ کہانیوں سے پتا چلتا ہے کہ مصنف کی صلاحیت اور مشاہدہ حساس اور وسیع ہے۔ ان کی زبان میں سلاست اور بیان میں روانی ہے۔ ان افسانوں کا اسلوب بیانیہ ہے۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ کشوری لال نے افسانہ لکھتے وقت افسانے کے فن پر خصوصی توجہ نہ دی ہو کیوں کہ ان کے یہاں افسانے کا فن کہیں کہیں مجروح ہوتا نظر آتا ہے۔ ویسے ہر افسانے کے موضوع کا ٹریٹمنٹ جداگانہ ہے جس نے کہانیوں کو دلچسپ بنا دیا ہے اور کہیں کہیں کنائے کا بڑا اچھا استعمال کیا ہے۔ چند اقتباس ملاحظہ ہوں

''کچھ وقت بعد ایک خاتون فریدہ کے پاس آئی اور کہنے لگی بی بی، میں نے سنا ہے پیر واجد علی شاہ نے تمہارے اندر سے بھوت کو نکالا تھا۔ لگتا ہے میری بیٹی کے اندر بھی بھوت ہے۔ کیا تم بتا سکتی ہو پیر صاحب نے تمہارے اندر سے بھوت کو کیسے نکالا تھا۔ فریدہ ہنس کر بولی 'بڑی بی، ہر بات بتانے کی نہیں ہوتی۔ پیر صاحب نے جو کچھ کیا وہ کوئی بھی آدمی کرسکتا ہے.....''

(بھوت کی شرارت)

''دیکھو بیٹی، چھگن نے بات کاٹتے ہوئے کہا 'جب تک غربت ہے برائی ختم نہیں ہوسکتی۔ تمہاری بہن نے سوچا تھا کہ ہزاری لال کا صفایا ہوجائے گا تو غریبی کا بھی صفایا ہوجائے گا مگر ایسا ممکن نہیں۔ چوہا پہاڑ میں بل بنا سکتا ہے مگر پہاڑ کو گرا نہیں سکتا ہے۔ اگر دنیا کے سارے چوہے مل کر بھی پہاڑ میں بل بنا دیں تو بھی کتنے پہاڑوں کو کھوکھلا کرسکیں گے۔ پھر ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہنے لگا۔ اب تم جاؤ، دیر ہورہی ہے۔ کہیں مالک کا پارہ چڑھ گیا تو جان کے لالے پڑ جائیں گے۔

شرتی نے ایک گھونٹ پانی پیا اور چل دی۔ دو گھنٹے بعد جب وہ گھر واپس آئی تو ماں نے دیکھا اس کی مٹھی میں سو روپے کا نوٹ تھا''۔

(دفتر مزاریح)

کشوری لال کے افسانے ہمارے معاشرے کے گوناگوں مسائل کے آئینہ دار ہیں اور ان کے افسانے سماج کے جیتے جاگتے کرداروں کی دل خراش تصویریں ہیں۔ ان کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ ہمارے اردگرد رہنے والے لوگ ہی نہیں کبھی کبھی ہمارا وجود بھی اس میں شامل ہوگیا ہے۔ مختصر یہ کہ ان افسانوں میں حقیقت پسندی بھی ہے اور دل چسپی بھی۔ ایک حقیقت پسند اور سادہ بیان افسانہ نگار سے افسانے کی اسی خوبی اور خوب صورتی کی امید کی جاسکتی ہے۔ توقع ہے کہ یہ مجموعہ اردو حلقے کو اپنی جانب متوجہ کرے گا۔

○○○

## بقیہ: راجستھان میں فارسی مخطوطات...

صفحہ ۸ سے آگے

گیند کے برابر پھول، مروارید اتار، کاکاری اتار، داؤدی اتار، گھریز، وزن تچھوندر، وزن توعزی، وزن ہوائی، وزن مہتاب، وزن فلکی وغیرہ کا بیان کیا گیا ہے۔

فصل چہارم میں رنگوں کا بیان ہے جس میں ترکیب گگی رنگت اور ترکیب طوی رنگت کی وضاحت کی گئی ہے۔ ترکیب رنگت سبز الوا، مجیٹھ نیاد اور ناپال نیا کی تراکیب بیان کی ہیں۔

فصل پنجم میں جوہر بندوق نکالنے کا بیان ہے تلوار کی آبداری دینے کی ترکیب اور مصالحہ بندوق کا جوہر نکالنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ چند اور ترکیبیں مثلاً فولاد کا رنگ سنہری جوہر نکالنا بتائی ہیں۔

فصل ششم، اس فصل میں اچار بنانے کی ترکیب بتائی ہے جس کے تحت چاشنی دار اور نمکین اچار کی ترکیب بتائی ہے۔

فصل ہفتم میں متفرق چیزوں کے بنانے کی ترکیب بتائی گئی ہے۔ مثلاً ایسی روٹی جو دو مہینے تک رہ سکتی ہے، اس کے علاوہ چاولوں کی روٹی جو گیہوں کی روٹی سے زیادہ نرم ہوتی ہے۔ بغیر پانی کے چاول پکانے کی ترکیب، موم بتی بنانے کی ترکیب، صابون بنانے کی ترکیب، ترکیب گھی، افیون، تمباکو خمیرہ وغیرہ۔

مندرجہ بالا اہم مخطوطات ادبی، تحقیقی اور علمی نقطۂ نظر سے اہمیت کے حامل ہیں۔ محققین اردو ادب ان سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ ●●

## بقیہ: جھارکھنڈ میں اردو کے حقوق.....

صفحہ ۲ سے آگے

میں تقرر پیار دیا گیا تھا اور اب بھی حکومت ان عہدوں کو دبائے رکھنا چاہتی ہے اور جیسا کہ مذکورہ نوٹیفکیشن سے ظاہر ہے ان کے پُر ہونے کی امید امید موہوم ہی کہی جائے گی۔ انجمن ترقی اردو کی جانب سے کئی سال قبل اس معاملے کو پُر زور طریقے سے اٹھایا گیا اور سکریٹری ایچ آر ڈی کو پے بہ پے کئی عرض داشتیں پیش کرکے ان سے ضروری کارروائی کی درخواست کی گئی مگر اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا اور ہمیں بالآخر عدالتی چارہ جوئی کا راستہ اختیار کرنا پڑا۔ عدالت عالیہ نے ہماری عرضی پر حسب خواہ فیصلہ سنایا اور محکمۂ تعلیم کو تین ہفتے کی مہلت دیتے ہوئے اس پر عمل درآمد کی واضح الفاظ میں ہدایت کی مگر اس وقت کی مرانڈی حکومت کا اردو مخالف رویہ عدالتی حکم نامے کی تعمیل میں آڑے آیا اور بات وہیں کی وہیں رہ گئی اور تقرری کا معاملہ اب تک ٹلتا آرہا ہے۔

ادھر کوئی سال بھر قبل جب ریاست میں صدر راج قائم ہونے کے بعد مختلف محکموں میں خالی پڑے عہدوں کو پُر کرنے کا عمل شروع ہوا تو راقم الحروف نے سابق گورنر سید سبط رضی کو دو تفصیلی عرض داشتیں بھیج کر انھیں پرائمری اردو ٹیچرس کی خالی جگہوں پر تقرری کے عمل کو بروئے کار لانے کی طرف متوجہ کیا اور محکمۂ تعلیم سے اس معاملے میں جو زیادتی سرزد ہورہی تھی اس کی سنگین نوعیت سے آگاہ کیا اور ان سے درخواست کی کہ تقرری سے متعلق ضابطے کے نقص اور خامی کو جس کی واضح طور پر نشان دہی کردی گئی تھی، دور کرکے اسے ممکن العمل بنائیں اور اس باب میں تاخیر و تعطل ختم کرکے اپنی سطح سے جلد ضروری کارروائی کریں۔ مگر حیرت کا مقام ہے کہ موصوف نے اسے درخور اعتنا نہیں سمجھا اور یہاں سے رخصت ہوگئے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ پرائمری اردو ٹیچرس کی تقرری کا مسئلہ ریاست میں اردو تعلیم و تدریس کے وجود سے ناگزیر طور پر جڑا ہوا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ریاست میں پرائمری اردو ٹیچرس کی کمی نے اردو کے تعلیمی و تدریسی نظام میں ایک بڑا خلا پیدا کردیا ہے جس سے اردو کی پرائمری سطح پر مادری زبان کی تعلیم شدید طور پر متاثر ہوئی ہے۔ اشد ضروری ہے کہ پرائمری اردو ٹیچرس کی تقرری میں جو بندشیں اور رکاوٹیں حائل ہیں انھیں دور کرکے اس عمل کو تیزی سے آگے بڑھایا جائے اور اردو تعلیم و تدریس کو جو ناقابل بیان نقصان پہنچ رہا ہے اس کی تلافی کی جائے نیز اس ضمن میں آگئی اور قانونی بنیاد پر تمام مطلوبہ سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔

(باقی آئندہ)

☆☆☆

## انجمن ترقی اردو (ہند) کی چند مطبوعات

| | | |
|---|---|---|
| انقلاب: ایک تاریخ ایک تہذیب کی کہانی | عابد اللہ غازی | ۸۵/= |
| بکٹ کہانی (اودھ کی پہلی طویل نظم) (ڈرامہ) | ڈاکٹر مظفر الدین فاروقی | ۱۳۰/= |
| دوکان شیشہ گراں (کتابیں اور لوگ) | شمیم حنفی | ۲۰۰/= |
| دہلی کے محاورے | سید ضمیر حسن دہلوی | ۱۰۰/= |
| مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا | خلیق انجم | ۲۳۰/= |
| ہندوستان کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کا حصہ | ڈاکٹر محمد مظفر الدین فاروقی | ۱۰۰/= |
| بہادر شاہ ظفر (طبع دوم) | اسلم پرویز | ۳۰۰/= |
| سن ستاون کی دلی اور بہادر شاہ ظفر | اسلم پرویز | ۱۵۰/= |
| آزاد ہندوستان میں اردو زبان تعلیم اور صحافت | اطہر فاروقی | ۱۲۰/= |
| غالب تنقید | جاوید رحمانی | ۱۱۰/= |
| ہندوستان میں فکری و تہذیبی اصلاح کا آغاز اور ماسٹر رام چندر | صدیق الرحمٰن قدوائی | ۱۸۰/= |
| The Court of Indar [اندر سبھا] (سید آغا حسن امانت) | افروز تاج | ۳۰۰/= |
| اردو ہے جس کا نام (رباعیات کا مجموعہ) | امیر چند بہار | ۱۱۰/= |
| پریم چند گھر میں (شیورانی دیوی) | مترجم: سید حسن منظر | ۲۰۰/= |
| ادب کی سماجیات: تصور اور تعبیر (منیجر پانڈے) | مترجم: سرور الہدیٰ | ۲۰۰/= |
| دہلی کے مسلمان دانشور (انیسویں صدی) مصنف: مشیر الحسن | مترجم: مسعود الحق | ۲۷۵/= |
| گفتگو ان کی | اطہر فاروقی | ۱۵۰/= |
| جہانِ اقبال | عبدالرحیم خاں | ۷۵/= |
| کرشن چندر کے ناولوں کا تنقیدی مطالعہ (سیاسی اور سماجی پس منظر میں) | ڈاکٹر عبدالسلام صدیقی | ۸۵/= |
| ہم سفروں کے درمیان | شمیم حنفی | ۱۵۰/= |
| ڈاکٹر بشیر بدر کی شاعری (دیوناگری) | ڈاکٹر انجم بارہ بنکوی | ۹۰/= |
| محقق غالب کالی داس گپتا رضا | محمد عارف خاں، ثاقب صدیقی | ۸۰/= |
| ہماری رسمیں | ڈاکٹر نریش | ۸۵/= |
| خواجہ غلام السیدین | پروفیسر آل احمد سرور | ۲۲۰/= |
| خواجہ غلام السیدین (مضامین اور تقریریں) | خلیق انجم | ۱۰۰/= |
| اقبال یورپ میں | ڈاکٹر سعید اختر درانی | ۲۵۰/= |
| دیوان بیان (احسن اللہ خاں بیان) | ارجمند آرا | ۱۵۰/= |
| نوادر اقبال یورپ میں | ڈاکٹر سعید اختر درانی | ۱۳۰/= |
| کلاسکی ادب کی فرہنگ | رشید حسن خاں | ۳۷۵/= |
| بھگود گیتا (اردو منظوم) | شان الحق حقی | ۷۰/= |
| جگنوؤں کی دنیا | قرۃ العین حیدر | ۲۰/= |

# راجستھان میں فارسی مخطوطات کے اردو تراجم

تیسری اور آخری قسط

ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی (فرحت منزل، کالی پلٹن، نزد دیوان جی کنواں، ٹونک، راجستھان)

(۵)

ترجمہ دولت نامہ (اردو مخطوطہ)

(فارسی سے اردو ترجمہ)

مترجم : قاضی شجاع الدین
اصل کتاب : دولت نامہ
مصنف : نام درج نہیں
صفحات : ۱۱۱

اصل کتاب 'دولت نامہ' (فارسی) فیروز شاہ کے زمانے میں ۶۹۰ھ میں تحریر کی گئی۔ اصل کتاب کے مصنف کا نام نامعلوم ہے۔ پرندوں کے موضوع پر یہ ایک اہم کتاب ہے۔ اس کا ترجمہ مہاراجہ ظالم سنگھ والی ریاست جھالاواڑ کے زمانے (۱۸۷۵ء تا ۱۸۹۶ء) میں ہوا۔ قاضی شجاع الدین محرر کوتوالی شہر پاٹن، ریاست جھالاواڑ نے ترجمہ کیا۔ مخطوطہ 45 ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں باز کا ذکر ہے جو ایک شکاری پرندہ ہے۔ باز کو پرندوں کے شکار کا طریقہ سکھانے کا بیان ہے۔ دوسرے باب میں باز کے امراض اور ان کے علاج کا ذکر ہے۔ دیگر بھی ابواب میں باز سے متعلق مختلف امور کی وضاحت کی گئی ہے اور باز کی مختلف بیماریوں کے علاج کے نسخے تحریر کیے ہیں۔ کتاب کے آخر میں مترجم نے اپنے دستخط کیے ہیں اور تاریخ ۱۹ رجولائی ۱۸۸۶ء تحریر کی ہے۔

جہاں تک موضوع کا تعلق ہے، پرندوں سے متعلق مختلف لوگوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں خصوصاً باز سے متعلق مختلف مصنفین کی کتابیں ملتی ہیں۔ اس لیے کہ سلاطین کے زمانے میں باز پالنا اور اس کے ذریعے شکار کھیلنا اُمرا کا ایک پسندیدہ مشغلہ رہا ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر باز سے متعلق کافی لکھا گیا جس کو تحقیق کی حیثیت دی جاسکتی ہے اور قدیم کتابیں عربی اور خصوصاً فارسی میں لکھی گئی تھیں ان کو اردو میں ترجمہ کر کے اس موضوع پر اردو میں خاصا مواد فراہم کیا جاتا رہا ہے۔ اس حیثیت سے پرندوں سے متعلق یہ ایک اہم مخطوطہ ہے۔

ترجمے کی نثر میں قدیم نثر کا اثر نظر آتا ہے۔ تاہم عبارت زیادہ ثقیل نہیں ہے۔ مترجم نے عبارت میں تسلسل اور روانی قائم رکھنے کی کوشش کی ہے۔ لفظی ترجمے سے گریز کیا گیا ہے۔ حتی الامکان اصل عبارت کو آسان اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۶)

ترجمہ باز نامہ (اردو مخطوطہ)

(فارسی سے اردو ترجمہ)

مترجم : قاضی شجاع الدین
اصل کتاب : باز نامہ
مصنف : درج نہیں

قاضی شجاع الدین نے 'باز نامہ' (فارسی) کا اردو ترجمہ کیا۔ کتاب کے آغاز میں باز کی شکل و صورت، قد و قامت کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ ''چشم تیز، بلند ابرو، فراخ دہان، سیاہ زبان، منقار بزرگ، دراز گردن، فراخ چشم، خوش قامت، کشادہ پر، دم دراز، بزرگ انگشت، بسیار خوار، رنگ سیاہ، پر کنار دم، پیکا سر پر نہ ہونے''۔ مترجم نے ایک اچھے باز کی ظاہری شباہت بیان کرنے کے بعد پہلے مقالے میں جانوروں کو شکار کھیلنے کا طریقہ سکھانے کا ذکر ہے۔ دوسرے مقالے میں ان کی بیماریوں کی شناخت اور ان کے علاج کا بیان ہے۔ یہ مخطوطہ دو مقالوں پر مبسوط ہے۔ پہلے میں دو فصلیں اور دوسرے میں اٹھارہ فصلیں ہیں۔ ہر فصل میں باز کے مختلف امراض کی پہچان بتائی گئی ہے اور پھر اس کے علاج کے طریقے بتائے ہیں۔ مثلاً فصل اوّل میں بیماریوں کی تعداد، فصل دوم میں درد سر، فصل سوم میں درد گوش، فصل چہارم میں درد دہان کی تفصیلی معلومات فراہم کی ہے۔ یہ مخطوطہ پرندوں سے متعلق معلومات میں اضافہ کرتا ہے۔ فارسی کے توسط سے اردو میں علم حیوانات کی کتابیں قابل قدر اضافہ ہے۔ جہاں تک مخطوطے کی تاریخ کتابت کا تعلق ہے، قاضی شجاع الدین نے ۱۸۸۶ء میں 'دولت نامہ' (فارسی) کا اردو میں ترجمہ کیا تھا، اس زمانے میں وہ جھالاواڑ میں کوتوال کے محرر تھے۔ اسی عرصے میں اس کتاب کا بھی ترجمہ ہوا۔ یعنی یہ مخطوطہ انیسویں صدی کے آخری زمانے کا ہے۔ علم حیوانات پر فارسی سے اور بھی کتب کے ترجمے ہوئے جو بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

(۷)

ترجمہ رسالہ مجربات جعفری (اردو مخطوطہ)

(فارسی سے اردو ترجمہ)

مترجم : سید حسین شاہ
اصل کتاب : مجربات جعفری
تاریخ ترجمہ : شعبان المعظم ۱۳۰۳ھ
صفحات : 55
سائز : ۲۰۰۵×۱۳۵

رسالہ 'مجربات جعفری' فن طب پر ایک اہم کتاب ہے۔ اس میں اولاً گھوڑوں کے امراض اور ان کے علاج کا ذکر کیا گیا ہے۔ طب کے علاوہ صنعت کاری، آتش بازی، بندوق تلوار کی آبداری اور اچاروں کے بنانے کی ترکیب بتائی گئی ہے۔ رسالہ 'مجربات جعفری' کا اردو ترجمہ سید حسین شاہ ابن سید محمد شاہ ساکن ٹونک نے ۱۳۰۳ھ میں نواب ابراہیم علی خاں والی ریاست ٹونک کی فرمائش پر کیا جس کا ذکر مترجم نے کتاب کی ابتدا میں کیا ہے۔ مترجم کی اصل عبارت ملاحظہ کیجیے:

''بعد حمد وثنائے خالق مطلق و نعت سرکار کائنات رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیچمدان کمترین کمتریان امیدوار فضل الہ، سید حسین شاہ ابن سید محمد شاہ صاحب مرحوم بخدمت ارباب کیاست و ذکا و اصحاب فراست۔ التجا کی ملتمس ہے کہ جو حسب ارشاد عالی جناب فیاض زماں حاتم عصر، عادل دوراں، امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علی خاں صاحب بہادر صولت جنگ دام اقبالہ و حشمتہ نسخہائے مفصلہ ذیل کتاب مجربات جعفری سے اخذ کر کے بزبان اردو واقع تاریخ بست و دوئم ماہ شعبان المعظم ۱۳۰۳ ہجری قدسی روز پنجشنبہ ترجمہ کر کے اوپر سات فصلوں کے منفصل کیا''۔

(مجربات جعفری، ص ۱)

مترجم نے جن سات فصلوں کا ذکر کیا ہے ان کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

فصل اوّل: بیچ بیان علاج امراض گھوڑوں کی
فصل دوئم: بیچ بیان ترکیبات بنانے سیاہیوں اور شنگرف کے
فصل سوئم: بیچ بیان وزن آتش بازی
فصل چہارم: بیچ بیان رنگتوں رنگنے کپڑے کی
فصل پنجم: بیچ بیان نکالنے جوہر بندوق اور تلوار کی اور آب داری دینا تلوار اور چھری کی
فصل ششم: بیچ بیان ترکیبات بنانے اچاروں کی
فصل ہفتم: بیچ بیان ترکیبات متفرق

فصل اوّل کے تحت گھوڑوں کے مختلف امراض اور ان کے علاج کے نسخے بتائے گئے ہیں۔ مثلاً علاج بدکنا گھوڑے کا۔ مصالح واسطے گھوڑے کا کھلانا۔ مصالح چھاتی بند گھوڑے کا، اور گھوڑی کا۔ علاج گھوڑے کی آنکھ کا پھول آنکھ کا جالا۔ علاج گھوڑے کی گرمی کا۔ نسخہ واسطے تیاری گھوڑے کی۔ مصالحہ گھوڑے کے باخترہ کا، مصالح واسطے بادی دور ہونے گھوڑے کی، علاج گھوڑے کے پاؤں کا زخم، علاج گھوڑے کی پیٹ یعنی پشت کا۔ علاج گھوڑے کے فربہ ہونے کا۔ علاج دور ہونا زہر باد اور ورم گھوڑے کا۔ علاج لاغر گھوڑے کا، مرہم واسطے زخم گھوڑے کی پشت کا۔ علاج دور ہونے تکان گھوڑے کی۔

فصل دوم: بیان ترکیب سیاہی بنانے کی اور شنگرف بنانے کے نسخہ سیاہی کا اس طرح ہے۔ گوند ببول ۳ تولہ کا جل ۲۰ ماشہ، پھٹکری دو ماشہ، نیلا تھوتھا دو ماشہ، مازو دو ماشہ، مصری دو ماشہ، نمک دو ماشہ، سب کو سوائے گوند کی بجا سار لکڑی کوٹ کر پانی میں تر کر دیں اور اس کے پانی میں تین روز تک بھیگیں اور گوند کو وقت تپ کے پاس جوش دے کر چھان کر تین روز تک اس میں بھیگیں بہت عمدہ ہوگی''۔

(ترجمہ مجربات جعفری، ص ۲۴)

اسی فصل میں ولایتی سیاہی کی ترکیب بھی درج ہے جسے خواجہ اور ایک خوش نویس نے لکھی ہے۔ مختلف رنگوں کی سیاہیاں مثلاً طاؤسی رنگ، سیاہی طوسی، شنگرفی وغیرہ کی ترکیب بھی بتائی گئی ہیں۔

فصل سوم: وزن آتش بازی کے تحت آتش بازی کی مختلف شکلوں اور ان کے وزن کا تعین کیا گیا ہے۔ مثلاً انار

(بقیہ صفحہ ۷ پر)

اڈیٹر: خلیق انجم
پرنٹر، پبلشر: شاہد خاں مطبوعہ: ثمر آفسٹ پرنٹنگ پریس، دہلی
مالک: انجمن ترقی اردو (ہند) ۲۱۲ راؤز ایونیو، نئی دہلی-۱۱۰۰۰۲
قیمت (فی شمارہ): ۲ روپے سالانہ: ۸۵ روپے (بیرونی ممالک: آٹھ امریکن ڈالر)
Phones: 23237210, 23236299 Fax: 011-23239547
E-mail: anjuman.urdughar@gmail.com
Http://www.anjumand-taraqqi-urdu-hind.com

ادارے کا مضمون نگاروں سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے — (ادارہ)